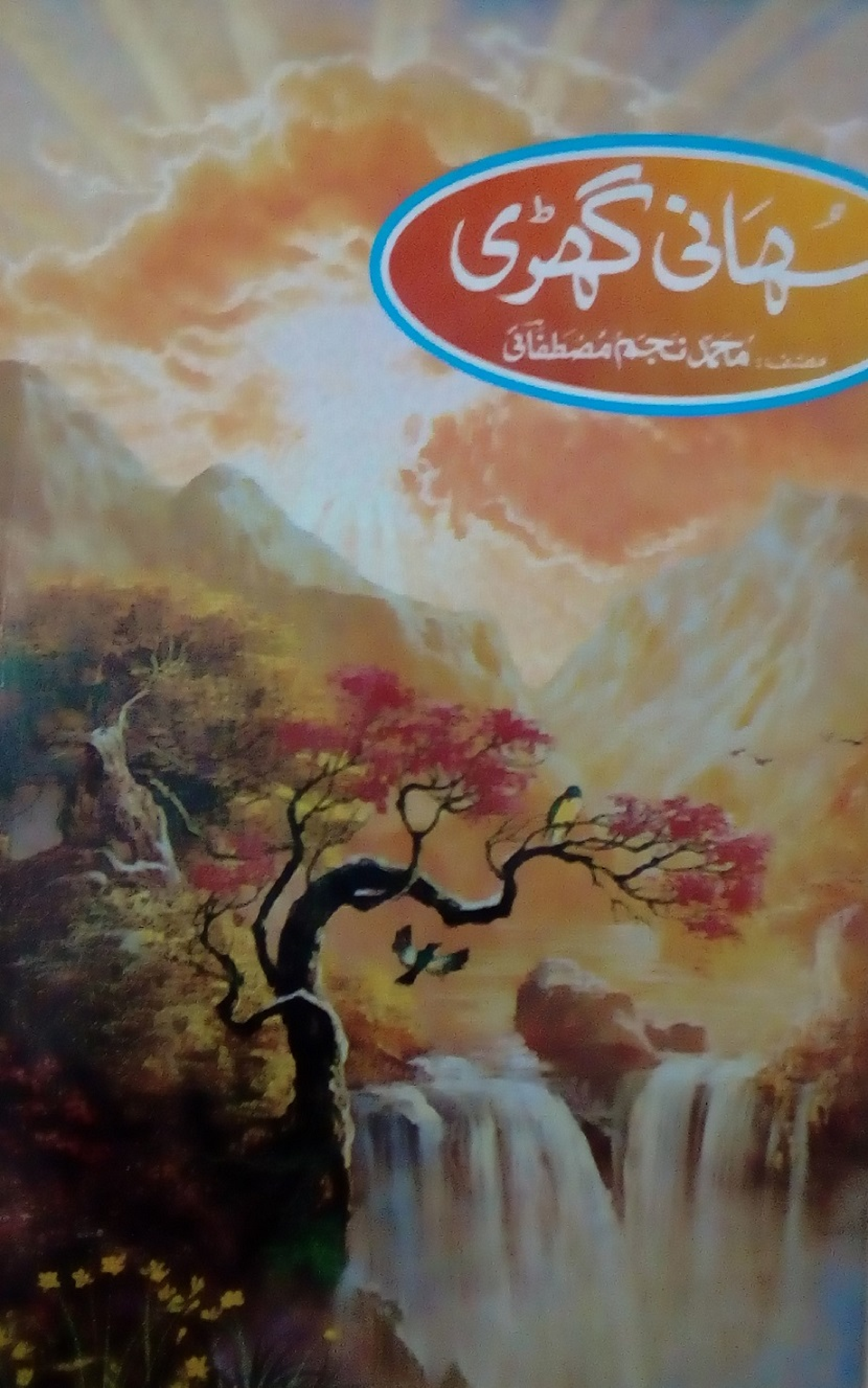

سُہانی گھڑی

مصنف: محمد نجم مصطفائی

پاکستان میں ملنے کا پتہ

میاں عبدالرحمٰن

جامعہ اسلامیہ 1- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور فون: 7594003

صفّہ اکیڈمی

گلفشاں لائبریری، گلفشاں مسجد، بلاک 4،
عقب میڈیکون ہسپتال کریم آباد- فیڈرل بی ایریا، کراچی فون: 75 96 67

سنّی رضوی کتب خانہ

بالمقابل بڑا قبرستان، نشاط آباد- فیصل آباد

امریکہ میں ملنے کا پتہ

مولانا سیف النبی

جامع فیض العلوم 2- چاپن کورٹ، نیوجرسی سٹی NJ, 07302 نارتھ امریکہ

متحدہ عرب امارات میں ملنے کا پتہ

قاری غلام علی

ص ب: 47138 ابوظہبی - U.A.E.

ہمدانی ذخیرہ کتب

برطانیہ میں ملنے کا پتہ

حِرا پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ 17-21، ایمبر سلے روڈ، بالسل (ہیتھ)
برمنگھم B-12, 8UT، انگلینڈ، یونائیٹڈ کنگڈم (U.K.)
021-440-4096.

اس کتاب کے اور دیگر تصنیفات کے جملہ حقوق پاکستان میں، بحق صفّہ اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں۔

111

مکتبہ غوثیہ
سبزی منڈی کراچی نمبر 5
نزد مسجد

ضیاء الدین پبلیکیشنز
نزد شہید مسجد کھارادر کراچی 2

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

انتساب

سرزمین پاکستان میں بسنے والے ہر شخص کا یہ دعوی ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ مگر اس کے باوجود آپس میں بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اسلام کے دعویداروں کا یہ اختلاف یقیناً امت مرحومہ کے لئے ایک ناسور سے کم نہیں۔ ایک اللہ ایک رسول ایک قرآن اور ایک دین کے ماننے والوں کے ان اختلافات میں ایک اختلاف نور و بشر کا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں بلکہ بشر ہیں۔ جبکہ ایک گروہ کا یہ دعوی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل نور ہے۔ دوسرا اختلاف عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا ہے۔ کچھ لوگوں کا تو یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا جائز نہیں۔ بلکہ ناجائز بدعت اور حرام ہے جبکہ ایک گروہ عید میلاد النبی منانے کو جائز اور باعثِ خیر و برکت سمجھتا ہے۔

میں اپنی اس کتاب کا ثواب دنیا بھر کے ان مسلمانوں سے منسوب کرتا ہوں جو بغیر کسی تعصب کے اور کھلے دل اور ذہن کے ساتھ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل نور ہے یا بشر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا جائز ہے یا ناجائز؟

آپ کا دردمند بھائی

محمد نجم مصطفائی

مورخہ 7 اگست 1996ء

پنجاب (پاکستان)

کتاب کے جملہ حقوق ادارے کے پاس محفوظ ہیں۔

ہدیہ 20 روپے۔

کتاب ملنے کا پتہ: گلفشاں لائبریری، گلفشاں مسجد، کریم آباد نمبر 4 کراچی۔

اور **محمد اشرف مصطفائی** فون نمبر 6692879

پاک وہند اور دنیا بھر میں بسنے والے کروڑوں سنی مسلمانوں کے بارے میں
کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ

وہ شرک کرنے والے مشرک ہیں

کیا واقعی سنی مسلمان شرک کرتے ہیں؟

کیا یہ اللہ جل مجدہٗ کی ذات وصفات میں انبیاء و اولیاء کرام کو شریک کرتے ہیں؟

کیا انبیاء کرام بالخصوص تاجدارِ انبیاء آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں، مدد گار، حاضر و ناظر، حیات النبی، نور، شفاعت کرنے والے نفع و نقصان کے مالک و مختار اور بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ ہیں؟

کیا آپ اِن حقائق کو جاننا چاہتے ہیں؟

تو **محمد نجم مُصطفائی صاحب** کی
آسان لفظوں میں لکھی گئی تصنیف

حق کی تلاش

کا ضرور مطالعہ فرمائیں

کتاب مندرجہ ذیل پتہ سے ۲۰/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر حاصل کریں۔

ناشر: **سنی رضوی کتب خانہ**
بالمقابل بڑا قبرستان گلشنِ کالونی نڑوالا روڈ، فیصل آباد (پاکستان)

۳

نورانی سفر

تیسری صدی ہجری میں ایک بزرگ حضرت ابو محمد سہیل بن عبد اللہ التستری نے ایک نظریہ بعنوان "پیغمبر اسلام پہلے اور آخری نبی" پیش کیا۔ جس کے مطابق جب اللہ جل مجدہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق کرنا چاہا تو اللہ تعالی نے اپنے نور میں سے ایک نور کو ظاہر کیا۔ جب وہ حجاب الاعظم پر پہنچ گیا تو اللہ تعالی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا تو اللہ جل مجدہ نے آپ کے سجدے سے ایک زبردست ستون پیدا کیا جو باہر سے نور کے روشن آبگینے کی مانند تھا۔

مکی اور دیلامی نے اس بیان کی تائید اس انداز سے کی۔ "جب اللہ عزوجل نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو اللہ جل مجدہ نے اپنے نور سے پیدا کرکے پھیلا دیا وہ نور تمام ازل میں پھیلتا گیا جب وہ نور عظمت کی بلندیوں پر پہنچ گیا تو سجدے میں جھک گیا۔ اللہ جل مجدہ نے آپ کے سجدے سے ایک نور کثیف کے ستون کی خلقت کی جو آئینے کی طرح شفاف تھا"۔

ہمدانی نے تستری کے موقف کی تائید ان الفاظ میں کی۔ اللہ جل مجدہ نے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ جس سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ یہ نور اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں لاکھوں سال رہا وہ اسے ہر روز و شب ستر ہزار مرتبہ دیکھتا ہر ایک نظر میں وہ اسے ایک نیا نور عطا کرتا، اور ان سے اللہ عزوجل نے تمام موجودات کو تخلیق کیا۔ مکی اور دیلامی اپنی تفاسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں

سال تک رب العالمین کی بارگاہ میں بغیر جسم اور شکل کے کھڑے رہے کیونکہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تخلیق آدم علیہ اسلام سے لاکھوں سال قبل مشاہدات کی دولت نچھاور کی تھی۔ (دیکھئے سیرت النبی صفحہ 104 ، 103)

حضرت ابو محمد سہیل کے مذکورہ بالا نظریہ سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق کیا اور اس نظریہ کی تائید بڑے بڑے آئمہ کرام، مفسرین کرام اور محدثین کرام نے بھی کی۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ جل مجدہ نے سب سے پہلے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کو تخلیق فرمایا جس کا ثبوت اس حدیثِ مبارکہ سے بھی ملتا ہے جس میں ایک انصاری صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی ---- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن اور انسان تھا۔ ---- حتیٰ کہ کائنات کی کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔

(دیکھئے مواہب الدنیہ صہ 9 جلد اول، زرقانی شریف صفہ 6 جلد اول نشر الطیب از اشرف علی تھانوی دیوبندی سیرت حبیبیہ صہ 37 جلد اول فتاوی حدیثیہ صہ 51)

معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اول ماخلق اللّٰه نوری

ترجمہ: "سب سے پہلے رب کائنات نے جس چیر کو پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔

(دیکھئے تفسیر نیشاپوری صفحہ 55)

اس حدیث پاک سے بالکل واضح ہوگیا کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ ایک اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انا من نور اللّٰہ والخلق کلھم من نوری

(مداج النبوہ)

ترجمہ : میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے۔

ایک مرتبہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ اسلام سے ارشاد فرمایا۔

اے جبرائیل تمہاری عمر کتنی ہے ؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک نورانی ستارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وعزہ ربی انا ذلک الکوکب

ترجمہ : میرے رب کی عزت کی قسم میں ہی وہ نورانی تارہ ہوں۔

(دیکھئے تفسیر روح البیان جلد اول صہ 974 از حضرت امام اسماعیل حقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کنت نبیا و آدم بین الماء والطین

ترجمہ : میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ اسلام پانی اور مٹی میں تھے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اس وقت بھی تھا جب کہ ابو البشر حضرت آدم علیہ اسلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ نبوت کے لئے بشریت کا ہونا ضروری نہیں۔ اگر ضروری ہوتا تو ابوالبشر حضرت آدم علیہ اسلام سے پہلے آپ ہر گز نبی نہ ہوتے۔ آپ کی حقیقت نور ہے۔ ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے معرض وجود میں آئی۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مجھے معاف فرمادے"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون؟

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی جب تو نے مجھے پیدا کیا میں نے اپنا سر اٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا تو اس میں لکھا ہوا نظر آیا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تو میں نے یقین کرلیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری بڑی معظم اور محبوب ہستی ہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ سب نبیوں کے آخری نبی ہیں اور اس کی امت تیری اولاد میں سے سب امتوں سے آخری امت ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو اے آدم تو بھی نہ ہوتا۔

(دیکھئے طبرانی شریف جلد دوئم صفحہ 83 ۔ 82)

ثابت ہوا کہ آپ کا اسم مبارک عرش پر پہلے ہی لکھا ہوا تھا جس سے واضح ہوا کہ آپ پہلے نبی بعد میں بشر ہوئے۔ آپ کی اصل نور ہے۔ اور آپ کی تخلیق ساری کائنات سے پہلے ہوئی

اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی آپ نبوت کے منصب پر فائز کردیئے گئے تھے اور خاتم النبین لکھے جاچکے تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل سے ایک عہد لیا۔ جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا (سورہ ال عمران 81)

انبیاء کرام سے لئے جانے والے اس عہد سے بھی اس حقیقت کا واضح اظہار ہوتا ہے کہ یہ عہد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا شہرہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی ہوچکا تھا۔ آپ کی نبوت تمام انبیاء پر دنیا میں آنے سے پہلے ہی ظاہر کردی گئی تھی۔ ایک نبی کی حیثیت سے آپ کا انتخاب تمام انبیاء کرام سے پہلے ہی ہوچکا تھا۔ بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور آپ کے نور کی تخلیق ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہوچکی تھی۔

روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ اسلام کا جسم مبارک تیار کیا گیا تو روح کو جسم کے اندر داخل ہونے کا حکم ہوا۔ روح اس قید میں آنے اور جسم میں داخل ہونے سے گھبرائی جب نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت آدم علیہ اسلام کی پیشانی کو چمکایا تو ہزار جان سے عالم شوق میں روح جسم میں داخل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت ان کے رہنے کے لئے عطا فرمائی۔

(دیکھئے زرقانی شریف جلد اول صفحہ 63)

تفسیر کبیر میں ہے کہ نور مبارک پشت آدم علیہ السلام ہی میں تھا لیکن اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 2)

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھنے کے لئے تمام فرشتے حضرت آدم علیہ اسلام کی پیشانی کا طواف کرتے۔

تفسیر بحر العلوم میں ہے کہ جب وہ نور مبارک حضرت آدم علیہ اسلام کی پیشانی میں رکھا گیا تو ان کی تعظیم و توقیر ہونے لگی آپ جس طرف سے گزر فرماتے تو ملائکہ ان کے آگے پیچھے اکرام واحترام کے لئے جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے

اس کا سبب اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا تو ارشاد خداوندی ہوا

"اے آدم جو نور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے اس تعظیم و توقیر کا وہی سبب ہے"۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی خواہش پر اللہ جل مجدہ نے نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ اسلام کے انگوٹھوں میں منتقل کردیا۔ جیسے ہی نظر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی آپ وجد میں آگئے اور فرط محبت میں انگوٹھوں کا بوسہ لے کر آنکھوں سے لگالیا۔ اور فرمایا

قرتی عینی بک یارسول اللّٰہ (روح البیان)

یارسول اللہ میری آنکھیں آپ پر قربان، اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی محبت بھری سنت ہے۔

اس نور کے انوار حضرت آدم علیہ اسلام کی پیشانی میں اس طرح نمایاں تھے جیسے سورج دن کے اجالے میں اور چاند اندھری رات میں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا سے نزدیکی کا ارادہ کرتے تو پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے حتی کہ وہ نور حضرت حوا کے پاک رحم میں منتقل ہوگیا۔ ایام حمل بپاس ادب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے نزدیکی ترک کردی۔ پھر حضرت شیث علیہ اسلام پیدا ہوئے۔

جو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدتوں حضرت آدم علیہ السلام میں رہا۔ وہ نور منتقل ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اس کے بعد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور طاہرہ ارحام کے ذریعے منتقل ہوتا رہا اور جناب

انوش، قینان، مہلائیل یارو سے ہوتا ہوا حضرت ادریس علیہ السلام تک پہنچا، پھر کئی مراحل طے کرتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام میں منتقل ہوا۔

پھر وہ نور حضرت نوح علیہ السلام سے منتقل ہو کر جناب سام، ارفخشد، حضرت ہود علیہ اسلام، جناب شالخ، فالج، اشروع، ارعونا، تارخ، سے ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک جا پہنچا اور مدتوں آپ کے پاس رہا، پھر حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ہوتا ہوا نیک اور پرہیزگار خواتین کے ارحام میں منتقل ہوتا ہوا آخر کار جناب قیذار، حمل، ثابت، لیسع، ادو، عدنان، معد، زار، مضر، الیاس، مدرکہ، خزیمہ، کنانہ، مالک، فہر، غالب، لوی، کعب، مرہ، کلاب، قصی، عبد المناف، ہاشم، سے ہوتا ہوا حضرت عبد المطلب تک جا پہنچا، حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں منتقل ہوا تو میں نے کئی عجیب و غریب واقعات دیکھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے ظاہر ہو رہا ہے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت بڑھتا گیا اور اس کی شاخوں نے آسمان کو چھولیا۔ اور مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

جب نور مصطفے حضرت عبد المطلب کی پیشانی میں منتقل ہوا تو ان سے کستوری کی خوشبو آئی جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو حضرت عبد المطلب کو کوہ ثبیہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلے سے بارگاہ الہی میں دعا مانگتے تو وہ مصیبت ٹل جاتی۔

ابن ہشام فرماتے ہیں۔ حضرت عبد المطلب کی پانچ بیویاں تھیں جن سے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں پہلی بیوی کا نام سمیرا بنت جندب تھا۔ جن سے حارث پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی کا نام لبنی بنت حاجرہ خزاعیہ تھا۔ جن سے ابو لہب پیدا ہوئے۔ تیسری بیوی کا نام فاطمہ بنت عمرو مخزومیہ تھا جن سے ابوطالب زبیر، حضرت عبداللہ بیضاء، عاتکہ، برہ امیمہ، اور اروی، پیدا ہوئے، چوتھی بیوی کا نام ہالہ بنت وہیب تھا۔

جن سے مقوم، حجل، صیفہ، اور حمزہ پیدا ہوئے۔ پانچویں بیوی کا نام نبیلہ بنت خزجیہ تھا جن سے عباس، ضرار پیدا ہوئے۔

(دیکھئے کتاب سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 27)

ایک مرتبہ حضرت عبد المطلب نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی اے اللہ اگر میں اپنے دس بیٹوں کو اپنے سامنے جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو تیری راہ میں قربان کردوں گا۔ جب یہ مراد پوری ہوگئی تو منت پوری کرنے کے لئے دسوں بیٹوں کو خانہ کعبہ میں لے آئے۔ اور دسوں پر قرعہ ڈالا اور دعا کی اے اللہ میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی اب میں ان پر قرعہ اندازی کرتا ہوں تجھے جو نام پسند ہے اسی کا نام نکال دے۔ اتفاق سے قرعہ اندازی میں نام حضرت عبد اللہ کا نکلا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ اور جو عبدالمطلب کو سب بیٹوں میں پیارے اور لاڈے تھے۔ عبد المطلب چھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف چل دیئے مگر قریش اور حضرت عبد اللہ کے بھائی رکاوٹ بن گئے آخر طے یہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا جائے۔ چنانچہ جب قرعہ کیا تو پھر بھی نام حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا آیا۔ پھر بیس اونٹوں کا، پھر تیس اونٹوں کا حتی کہ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ سو اونٹوں پر نکلا اور حضرت عبد اللہ کے بدلے میں سو اونٹوں کو راہ خدا میں قربان کردیا۔ جو نور حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں چمکتا رہا۔

آخر وہ نور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ میں منتقل ہوگیا۔ جیسے ہی نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ میں منتقل ہوا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ آپ فرماتے ہیں میری پشت سے ایک نور نکلتا پھر دو حصوں میں بٹ جاتا ایک حصہ مشرق اور دوسرا مغرب میں۔ جب آپ زمین پر بیٹھتے تو زمین کہتی اے وہ ذات جس کی پشت میں نور مصطفے جلوہ گر ہے تجھ پر میرا سلام

ہو۔ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شہرت عام ہوئی تو مکہ کے بہت سے یہودی آپ سے حسد کرنے لگے ۔ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا۔ وہ اس موقعے کی تلاش میں رہنے لگے کہ کسی طرح حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے ۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ شکار کے لئے شہر سے دور چلے گئے تو ستر یہودی اپنی زہر آلود تلواروں کے ساتھ آپ کے تعاقب میں لگ گئے ۔ اور موقع پا کر حملہ کردیا۔ اچانک آسمان سے ایک رنگا رنگ فوج گھوڑوں پر سوار آپہنچی اور چشم زدن میں تمام یہودیوں کو واصل جہنم کردیا۔ حضرت وہب دور کھڑے آپ کی یہ کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ۔ حضرت وہب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت اپنی نیک سیرت بیٹی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دینے کا فیصلہ کرلیا۔

چنانچہ گھر پہنچ کر حضرت وہب نے اپنی بیوی کو سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ پھر حضرت عبد المطلب کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا جو منظور کرلیا گیا۔ اس طرح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آگئیں۔ اور وہ نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ اور طاہرہ رحم میں منتقل ہوگیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر کتنا پاکیزہ اور طیب و طاہر تھا اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں ارشاد نبوی ہوتا ہے میں پاک صلبوں سے ہوتا ہوا پاک رحموں میں آیا ہوں۔ معتبر روایات اور سیرت کی کتابوں میں اس حقیقت کا ذخیرہ موجود ہے کہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پاک صلبوں اور پاکیزہ ارحام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جو ہر دور میں پیشانیوں میں چمکتا رہا۔

(سیرت ابن ہشام)

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں جلوہ افروز ہوا تو میرے جسم سے پیاری پیاری خوشبو آیا کرتی۔ جب پہلا مہینہ گزرا تو حضرت آدم علیہ اسلام تشریف لائے اور مجھ سے کہنے لگے آمنہ تجھے خوشخبری ہو تو نبیوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حاملہ ہے۔ پھر دوسرے مہینے حضرت شیث علیہ اسلام مبارکباد دینے آئے۔ تیسرے مہینے حضرت نوح علیہ اسلام، چوتھے مہینے حضرت ادریس علیہ اسلام، پانچویں مہینے حضرت ہود علیہ اسلام، چھٹے مہینے حضرت ابراہیم علیہ اسلام، ساتویں مہینے حضرت اسمٰعیل علیہ اسلام، آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ علیہ اسلام، اور نویں مہینے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام مبارکبادیاں اور بشارتیں دینے آئے۔

جب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آنے لگا تو شان قدرت دیکھئے رات ختم ہونے لگی اور دن نمودار ہونے لگا۔ یعنی تاریکی کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ اور اجالا ظاہر ہونے لگا۔ ایک مختصر جماعت آسمان سے نمودار ہوئی ان کے پاس تین جھنڈے تھے۔ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرشتوں نے ایک جھنڈا میرے گھر کے صحن میں گاڑھ دیا۔ دوسرا جھنڈا کعبہ شریف کی چھت پر اور تیسرا بیت المقدس پر لگادیا۔ پھر مجھے ایک شربت کا پیالہ پیش کیا گیا میں اسے دودھ سمجھ کر پی گئی۔ وہ شہد سے زیادہ شریں تھا۔ پھر چند معزز خواتین میرے پاس آئیں میں نے پوچھا آپ کون ہیں ان میں سے ایک بولی میں حضرت مریم عیسیٰ علیہ اسلام کی والدہ ہوں۔ دوسری خاتون بولیں میں حضرت آسیہ فرعون کی بیوی ہوں۔ تیسری نے کہا میں حضرت حاجرہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی بیوی ہوں۔ اور باقی سب جنت کی حوریں ہیں۔ ہم سب آپ کی خدمت کے لئے آئی ہیں۔

پھر وہ مبارک رحمتوں بھری گھڑی بھی آگئی کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہ کے آنگن میں ایک مہکتا ہوا پھول کھلا۔ ان کی آغوش خوشبوؤں سے معطر ہوگئی۔

مشرق و مغرب زمین و آسمان ایک دم روشن ہوئے ، نور کی چادر پھیل گئی ، جس سے شام کے محلات اور بصرہ کے اونٹ بھی نظر آنے لگے ۔ پورا عالم وجد میں آگیا۔ تاریکیاں چھٹنے لگیں ، روشنیاں بکھرنے لگیں ، جدھر دیکھو نور ہی نور مسرتیں بکھرنے لگیں ، مہکی مہکی مست ہوائیں جشن بہاراں کے گیت گانے لگیں۔ عین صبح صادق کے وقت 12 ربیع الاول بروز پیر اللہ جل مجدہ کے حبیب ہم عاصیوں کے طبیب حضور اکرم نور مجسم رسول محترم واقف اسراء لوح و قلم رحمتہ العالمین خاتم النبین اکرام الاولین و آخرین آقائے نامدار دو جہاں کے تاجدار شافع روز و شمار محبوب پروردگار تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کو آفتاب رسالت سے منور کرنے ، کفر و شرک کے پردے کو چاک کرنے حق و صداقت کا بول بالا کرنے اس عالم دنیا میں تشریف لے آئے ۔

وہ نور جس کی تخلیق ہر شے سے پہلے ہوئی۔ جس نور سے تمام عالمین معروض وجود میں آئے ۔ عالم دنیا میں لباس بشری میں جلوہ افروز ہوئے یہی وہ نور ہے جس کی گواہی قرآن مجید نے اس طرح دی۔

قد جآ کم من اللّٰہ نور (پ 6)

ترجمہ : بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔

قرآن مجید کے مذکورہ بالا ارشاد میں نور سے مراد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے تمام علمائے دین اور جید مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تحریر فرمایا ہے ۔

(دیکھئے تفسیر ابن عباس صہ 12 ، تفسیر کبیر صہ 395 ، تفسیر خازن صہ 417 ، جلد اول ، تفسیر روح البیان صفہ 548 جلد اول وغیرہ وغیرہ)

آپ اس دنیا میں لباس بشری میں جلوہ افروز ہوئے ۔ اور ایسے بے مثال بشر کہ کوئی دوسرا آپ کا ہم مثل نہیں۔ جن عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا قرآن مجید نے ان مقدس عورتوں کو دنیا بھر کی عورتوں سے بے مثال قرار دیا ہے تو غور

فرمایئے جب آپ کی ازواج مطہرہ کا یہ عالم ہے تو آپ کی بشریت کا کیا عالم ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انی است مثلکم ترجمہ: میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(دیکھئے صحیح بخاری شریف جلد اول صہ 246 مصری، جامع ترمذی شریف جلد اول صہ 97)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت عام انسانوں کی سی نہیں۔ حقیقت آپ کی نور ہے ۔ لباس بدلنے سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑتا۔ دیکھئے جبرائیل امین نور ہیں اور تمام نوری فرشتوں کے سردار ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب آپ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس تشریف لائے تو لباس بشری میں آئے اور قرآن مجید نے جبرائیل امین کو بشر کہا۔ ارشاد باری تعالی ہے ۔

فتمثل لھا بشرا سویا (پ 16 ع 5)

ترجمہ: پس اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ہمارے پاس ایک "رجل" آدمی آیا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ شخص کون تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فانہ جبریل وہ جبریل ہے۔

(دیکھئے مشکوۃ المصابیح صہ 11 ، دار قطنی صہ 281 ، اور بخاری شریف)

غور فرمائیے قرآن میں حضرت جبرائیل امین انسانی شکل میں تشریف لائے سیاہ بال، سفید کپڑے، مرد کی شکل ، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں اور دو کان کے ساتھ متشکل ہو کر آئے ۔ حضرت مریم نے دیکھا صحابہ کرام نے دیکھا مگر کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ

حضرت جبرائیل علیہ السلام بشر ہیں۔ کسی صحابی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کا انکار نہیں کیا۔ ذرا سوچئے جب جبرائیل امین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، امتی، اور غلام ہیں وہ نور ہو کر لباس بشری میں آسکتے ہیں۔ اور ان کی نورانیت میں بھی فرق نہ آئے تو اس جبرائیل علیہ السلام سے بھی زیادہ عظمت والے اور ساری کائنات کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت میں کیسے فرق آئے گا۔ اور کون ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(دیکھئے زرقانی شریف صہ 49 جلد اول، مواہب الدنیہ صہ 10 جلد اول تفسیر روح البیان صہ 370 جلد دوئم)

آپ ساری دنیا کے انسانوں کے رہبر و رہنما بن کر انسانی شکل میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کی عالم دنیا میں تشریف آوری 12 ربیع الاول کو ہوئی۔

علمائے امت کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن 12 ربیع الاول ہی کو پیدا ہوئے۔ اس بارے میں چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ربیع الاول شریف کی 12 تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

حضرت علامہ ابن خلدون فلسفہ اور تاریخ کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہِ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق اپنی مشہور و معروف کتاب السیرہ النبویہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی جو سیاست اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اپنی مشہور کتاب "اعلام النبوہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

امام الحافظ ابوالفتح محمد بن اسحاق بن سیدالناس الشافعی اندلسی اپنی سیرت کی کتاب (عیون الاثر) میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی کتاب میں حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل روزِ دو شنبہ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

برصغیر پاک و ہند کے شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوہ میں تحریر فرماتے ہیں

"خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر و تاریخ کی رائے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی ---- ربیع الاول کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔

مذکورہ بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ بڑے بڑے جیّد مفسرین دین آئمہ دین اور علمائے دین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت 12 ربیع الاول بروز پیر کے دن ہوئی۔ آپ ساری انسانیت کے رہبر و رہنما بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کسی ایک دور یا ایک زمانے کے لئے نہیں تھی بلکہ رہتی دنیا تک ساری مخلوق کے لئے رحمتِ خداوندی بن کر تشریف لائے۔

وہ عظیم نعمت جو اللہ جل مجدہ نے اپنے بندوں کو عطا کی وہ نعمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ دین و ایمان کی جان ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم ہی کے صدقہ و طفیل ہمیں دیگر نعمتیں ملیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو کوہ طور پر شرف کلام بخشا تو انہوں نے بارگاہ جل مجدہ میں عرض کی الٰہی تو نے مجھے ایسی نعمت سے سرفراز کیا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی کو ایسا مقام عطا نہیں ہوا۔

اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) ہم نے تیرے دل کو متواضع پایا تو اس مقام سے نواز دیا۔ لہذا اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ کو جو مقام دیا گیا اس پر شکر کرو۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے وابستہ رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے یا اللہ عزوجل کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

لو لا محمد و امته لما خلقت الجنته ولا النار ولا الشمس ولا القمر ولا الیل ولا النهار ولا ملکا مقرباً ولا نبیا مرسلا و لا ایاک۔

ترجمہ: اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت نہ ہوتی تو میں جنت دوزخ، سورج چاند رات دن فرشتے انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا ور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہیں۔ اگر ہم اپنے مختصر سے وجود پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ جل مجدہٗ کی بے شمار نعمتیں ہمارے وجود سے وابستہ ہیں۔ مثلاً آنکھ، ناک، کان، پاؤں، ہاتھ وغیرہ۔ یہ وہ نعمتیں ہیں کہ ساری کائنات بھی ان کا نعم البدل فراہم نہیں کر سکتی۔ لیکن ہمیں یہ سب نعمتیں اللہ جل مجدہٗ نے مفت عطا کیں۔ شان قدرت تو دیکھئے کہ اس قدر عظیم نعمتیں عطا کر کے بھی اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں یہ ارشاد نہیں فرمایا اے لوگو میں نے تمہیں ہاتھ پاؤں، ناک، کان عطا کئے۔ رہنے کے لئے مکان، کھانے کے لئے غذائیں، پہننے کو کپڑا، پینے کو پانی فراہم کیا۔ لہذا میرا تم پر بڑا احسان ہے۔ پورے قرآن کو پڑھ لیجئے کہیں بھی لفظ احسان ارشاد نہیں فرمایا۔ مگر جب اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس عالم دنیا میں مبعوث فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا۔

ترجمہ: اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا کہ ان میں بڑی عظمت والا رسول بھیجا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مقدسہ سے ثابت ہوا کہ اللہ جل مجدہٗ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر احسان فرمایا اور احسان اس لئے جتایا جاتا ہے تاکہ اسے فراموش نہ کیا جائے بلکہ یاد رکھا جائے اور احسان فراموشی نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ اہل دنیا پر بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کی رہنمائی و رہبری کے لئے دنیا میں بھیجا۔ بخاری شریف ج: ثالث صفحہ نمبر 6 پر درج ہے۔

محمد نعمۃ اللہ

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین (سورہ انبیاء 107)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

اوپر دیئے گئے قرآن و حدیث کے فرمودات کی روشنی میں یہ ثابت ہوا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل مجدہٗ کی وہ عظیم نعمت ہیں جو تمام جہانوں کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا مرکز ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

قل بفضل اللہ و رحمتہ فبذالک فلیفر حزا

ترجمہ: اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیے کہ لوگ خوشی کریں۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

واما بنعمت ربک فحدث (پ 30 ، سورہ والضحیٰ)

ترجمہ : اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

مذکورہ بالا دونوں قرآنی آیات پر غور کیجئے ۔ کس شان سے اللہ جل مجدہُ نے اپنی نعمتوں کا چرچا کرنے اور اور خوشی منانے کا حکم دیا ہے ۔ دونوں آیاتِ مقدسہ سے ثابت ہورہا ہے کہ اللہ جل مجدہُ کے فضل و رحمت کے حصول پر خوشیاں منانا اور اس کا چرچا کرنا حکم الٰہی ہے ۔ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل مجدہُ کی نعمت خاص ہیں اور ایسی عظیم نعمت کہ جسے عطا کرکے اللہ جل مجدہُ نے اہل دنیا پر احسان فرما دیا۔ آپ کی ذات مقدسہ مومنوں کے لئے اللہ جل مجدہُ کا فضل عظیم اور رحمت عمیم ہے ۔ تمام عالم اسلام کا بارہ ربیع الاول کو اس عظیم نعمت کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرنا، چراغاں کرنا، جشن ولادت کا انعقاد کرکے ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کرنا دراصل قرآنی آیات پر ہی عمل کرنا ہے ۔

قرآن مجید میں اللہ جل مجدہُ نے ارشاد فرمایا۔

وذکرھم بایام اللہ

ترجمہ : اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن۔

قرآن مجید کے اس فرمان میں دنوں کو یاد دلانے کا ذکر آیا ہے ۔ یوں تو سارے دن اور رات اللہ جل مجدہُ نے ہی بنائے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آخر وہ کون سے دن ہیں جن کو یاد دلانے کا حکم خود اللہ جل مجدہُ نے دیا ہے ۔ محترم بھائیو علما دین اور مفسرین دین فرماتے ہیں کہ ان سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ جل مجدہُ نے خاص انعام واکرام فرمائے ۔

تمام اہل ایمان اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت ہیں۔ جبکہ باقی نعمتیں انہی کے صدقہ میں

ہیں۔ اگر حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ چنانچہ جس دن یہ نعمت عظمیٰ عطا ہوئی اس دن کو یاد دلانا اور لوگوں کو بتانا کہ یہ ہے وہ دن جس دن اللہ جل مجدہٗ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان فرمایا دراصل حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ تو فرمایا کہ تم لوگوں نے عاشورہ کا روزہ کیوں رکھا ہے۔ بولے کہ آج کا دن نہایت مقدس اور مبارک ہے کیونکہ آج کے دن بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات ملی لہذا ہم تعظیماً آج کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ کیجئے۔ (بخاری شریف، و مسلم شریف اور ابوداؤد شریف)

محترم مسلمانو! غور فرمایئے جس دن قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات ملی وہ دن قوم بنی اسرائیل کے نزدیک اتنا معتبر اور مبارک ہوا کہ اس کی یاد روزہ رکھ کر منائی گئی۔ اور حضور تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کو منانے کا حکم ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ اس دن کی تعظیم کریں۔ مقام غور و فکر ہے کہ جب محسنِ انسانیت کائنات کے نجات دہندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی تشریف آوری سے کائنات کو ظلم و ستم، جہالت و گمراہی، قتل و غارت گری کفر و شرک سے نجات ملی تو پھر عالم اسلام اس مبارک اور رحمتوں بھرے دن کی یاد کیوں نہ منائیں۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ ابولہب اسلام کا سخت دشمن تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا بھی تھا۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں جلوہ افروز

ہوئے تو ابولہب کی ایک لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو یہ خوش خبری سنائی کہ اے میرے آقا آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے گھر نہایت خوبصورت بچہ پیدا ہوا ہے۔ ابولہب یہ خوش خبری سن کر اس قدر خوش ہوا کہ اپنی لونڈی ثویبہ کو انگلی کے اشارے سے آزاد کردیا۔ ابولہب جیسا سخت ترین کافر جس کی مذمت قرآن مجید میں سورہ تبت یدا میں کی گئی جب ابولہب کا انتقال ہوا تو گھر والوں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا۔

اے ابولہب کیسی گزر رہی ہے۔ ابولہب بولا تم سے الگ ہوکر مجھے بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ کیونکہ میں نے اس انگلی کے اشارے سے لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

(ملاحظہ کیجئے بخاری شریف)

غور فرمائیے ابولہب کافر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن مگر بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں کنیز کو آزاد کرنے پر اس کی ہر پیر کو عذاب قبر میں کمی کردی گئی۔ ذرا سوچئے اس مسلمان کا اجر و انعام کا کیا عالم ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی ایک امتی کی حیثیت سے کرتا ہے۔

قرآن مجید کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قرآن مجید میں ایسی کئی آیات مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں انعامات الٰہی پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بار بار جھنجھوڑا اور بتایا اے میرے بندو اگر میری عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کروگے تو میں ان میں مزید اضافہ کردوں گا۔ اور اگر کفران نعمت کے مرتکب ہوگے تو ان نعمتوں سے محروم کردوں گا۔ بلکہ ناشکروں کو عذاب الیم کی بھٹی میں جھونک دیا جائے گا۔

ہمارے جسم کے اعضاء ہاتھ پاؤں ناک کان دل صحت، شباب، پانی ہوا، روشنی یہ

سب نعمتیں ہیں ان نعمتوں پر شکر کرنا واجب ہے ۔ ذرا سوچئے جب ان فنا ہونے والی نعمتوں پر شکر بجا لانا لازمی ہے تو فیصلہ کیجئے اس رحمت عالم محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر شکر بجا لانا ضروری کیونکر نہ ہوگا۔ جس ذات والا صفات نے بندے کا ٹوٹا ہوا رشتہ اپنے خالق حقیقی کے ساتھ استوار کردیا۔ جس نے انسانیت کے سوئے ہوئے مقدر کو بیدار کیا۔ جس نے اولاد آدم کے بگڑے ہوئے مقدر کو سنوار کر رکھ دیا۔

جس نے کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی تاریک دنیا کو نور توحید سے جگمگایا۔ انسان کا دل جو دنیا بھر کی خواہشات کا کباڑ خانہ بنا ہوا تھا جس پیکرِنور نے اس کباڑ خانہ دل کو تمام غلاظتوں سے پاک کیا انسانی زندگی کا کارواں جو اپنی منزل کی تلاش میں صدیوں سے بھٹک رہا تھا جس محسن نے اس منزل کا پتہ بتایا۔ جو کسی خاندان، قبیلے، قوم، ملک یا کسی ایک زمانے کے لئے رحمت بن کر نہیں آئے بلکہ ہر دور میں ہر مخلوق کے رہبر و رہنما بن کر جلوہ فرما ہوئے ۔ جو بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے تشریف لائے جن کے آنے سے دین ملا، قرآن ملا، ایمان، ملا بلکہ خود رحمن ملا، جن کے ذریعے سے حریم قرب الٰہی کے دروازے کھول دیئے گئے ۔

اے مسلمانو! ذرا سوچئے کیا اس نعمت عظمیٰ اور احسان ابدی اس محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر شکر ادا کرنا لازمی نہیں؟

یقین جانیئے غلامان رسول ہر زمانے میں اپنے رب کی اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے ۔ زمانے کے تقاضوں کے مطابق شکر کے انداز اگرچہ مختلف تھے لیکن جذبہ تشکر سب کا ایک ہی رہا۔

یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جب کسی کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے ۔ تو اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے ۔ اس کی نگاہ میں اس انعام کی جتنی

ایسا کرنا کفران نعمت ہے ۔ ایسا ہرگز نہ کرو بلکہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرو۔

یہی وجہ ہے کہ امت اسلامیہ صدیوں سے اللہ تعالی کی اس نعمت عظمی پر اپنے جذبات اور نعمت خداوندی پر اپنی شکر گزاری کا اظہار کرتی رہی ۔ ہر سال ہر اسلامی ملک میں عید میلاد النبی منانے کا اہتمام کیاجاتا ہے ۔ محفل میلاد منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں ذکر و فکر کی محفلیں ہوتی ہیں۔ جن میں شان کبریائی کے چرچے اور شان مصطفائی کے تذکرے کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا بنیادی مقصد کیا تھا۔ علماء کرام تقاریر کرتے ہیں۔ شعراء اپنے منظوم کلام سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ اہل ثروت کھانا پکا کر غربا و مساکین اور عزیز و اقرباء میں تقسیم کرتے ہیں۔ صدقات وخیرات کے ذریعے ضرورت مند مسلمانوں کی جھولیاں بھر دی جاتی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ عید میلاد النبی کا ماہ مقدس کیا آیا گویا گلشن اسلام میں از سرنو بہار آگئی۔

مگر آج بدنصیبی سے بعض مکتبہ فکر کے لوگ میلاد النبی کے انعقاد کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بھی وہ جو زنا سے زیادہ بری اور قتل سے بڑھ کر مذموم سمجھی جاتی ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ حدیث مبارکہ میں بدعت سے اجتناب اور پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے ، مگر قابل غور بات یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں جس بدعت سے اجتناب اور پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے آخر اس کا مفہوم کیا ہے ۔ اگر اس بات کا مفہوم یہ مان لیا جائے کہ "وہ طریقہ جو عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین میں نہ تھا اور اس کے بعد ایجاد ہوا وہ بدعت ہے اور اس پر عمل کرنے والا گمراہ اور دوزخ کا ایندھن ہے" تو پھر محفل میلاد ہی زد میں کیوں؟ اس بدعت سے تو امت مسلمہ کا کوئی فرد نہیں بچ سکتا ہر مسلمان ان کی زد میں آجائے گا۔

ذرا غور فرمائیے یہ علوم جن کی تدریس کے لئے بڑے بڑے مدارس اور جامعات اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں جن پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ ان علوم میں

قدروقیمت ہوگی اسی قدر اس میں خوشی اور مسرت کی کیفیت بھی ہوگی۔ لیکن نعمت کے ملنے پر کسی شخص کے جذبات میں تلاطم پیدا نہ ہو تو اس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ اس چیز کی اس شخصیت کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔ اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اگر یہ چیز اس کو نہ ملتی تب بھی اسے کوئی افسوس نہ ہوتا۔ مل گئی تو ٹھیک ورنہ کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن جو شمع جمال رسالت کے پروانے ہوتے ہیں وہ ایسے ناقدر نہیں ہوتے۔ نبوت کا آفتاب جیسے ہی طلوع ہوا گویا ان کی زندگی میں بہار آگئی۔ ان کی زندگی کے آنگن میں مسرتوں کی چاندی چمکنے لگی۔ دلوں کے غنچے ایسے کھلے گویا شگفتہ پھول بن گئے۔ اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر میں گر گئے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال پر اپنے دل و جان نثار کرنے لگے۔

مسلمانو! آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ آج مسلمان ہونے کا دعوی کرنے والے اور کلمہ نبی کا پڑھنے والے بعض حضرات، فرزندان اسلام کی خوشی و مسرت اور تشکر کے اس اظہار کو دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہوجاتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے ان شکر گزار بندوں پر طعنہ زنی کے تیروں کی موسلا دھار بارش شروع کردیتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ان حضرات سے جو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم میلاد پر اعتراض کرتے ہیں کیا آپ نے قرآن مجید میں اللہ جل مجدہ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا جس میں ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ: اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیے کہ لوگ خوشی کریں۔ یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ پر ذرا غور فرمائیں تو یہ حقیقت دن کے اجالے کی طرح روشن ہوجائے گی۔ کہ جب تمہیں اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت حاصل ہو تو منہ بسور کر ہرگز نہ بیٹھا کرو اپنی بانڈیوں کو اوندھی نہ کیا کرو، جو چراغ گھر میں جل رہے ہیں انہیں ہرگز مت بجھایا کرو کیونکہ ایسا کرنا شکر خداوندی نہیں۔ اظہار تشکر نہیں۔ بلکہ

سے بیشتر علوم وہ ہیں جن کا عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین میں نام و نشان تک نہ تھا۔ مثلاً علم صرف و نحو، علم معانی، علم اصول، فقہ، علم اصول حدیث یہ تمام علوم عہد رسالت و خلفائے راشدین میں نہ تھے۔ بلکہ بعد کی پیداوار ہیں۔ ذرا بتایئے جن علماء فضلاء نے ان علوم کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اپنی گراں قدر زندگیاں اپنی قیمتی صلاحیتیں اور اوقات ان کو نقطہ عروج تک پہنچانے کے لئے صرف کئے کیا وہ سب بدعتی تھے؟ اور اس بدعت کے سبب کیا وہ سب کے سب گمراہ اور جہنم کا ایندھن بنے اگر معاذ اللہ ان سب کو جہنمی مان لیا جائے پھر گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے دامن میں باقی کون رہ جاتا ہے۔ جو جنت کا مستحق قرار دیا جائے۔ کیونکہ علوم قرآن و سنت اور فقہ کی تدوین حضور سرور کونین کے عہد میں یا دور صحابہ میں ہرگز نہ تھی بلکہ بعد میں آنے والے علماء و فضلا کی شبانہ روز کاوشوں کا ثمر ہے۔ پھر ایسے علوم جن کا وجود ہی بدعت ہو اور جن کی تعلیم و تدریس کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کیا جائے۔ کیا یہ سب تعلیمات دین کی خلاف ورزی اور غضب الٰہی کو دعوت دینے کا باعث نہیں؟۔

ذرا بتایئے یہ عظیم الشان مسجدیں ان کے فلک بوس مینار ان کے عالی شان محراب عہد رسالت یا دور صحابہ میں کہاں تھے۔ بدعت کے مفہوم کی روشنی میں کیا آپ ان سب کو گرا دینے کا حکم دیں گے۔ اگر بدعت کا مفہوم یہی ہے کہ جو طریقہ عہد رسالت یا عہد صحابہ میں نہ تھا بعد میں ایجاد ہوا وہ بدعت ہے تو پھر پاکستان کی مسلح افواج سے تمام توپیں، ٹینک، بمبار طیارے اور تمام جدید اسلحہ چھین کر سمندر میں پھینک دیا جائے کیونکہ یہ بھی بدعت ہے اور ان کی جگہ مسلح افواج کو تیر اور کمان تھما کر میدان جنگ میں جھونک دیا جائے۔

مسلمان کے بچہ بچہ کو ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دونوں قسمیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھیں بعد میں ایجاد ہوئیں یہ دونوں نام بدعت ہیں کیا انہیں منسوخ کیا جا سکتا ہے؟

ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے ان چھ کلموں کی تعداد ان کی ترتیب کہ یہ پہلا ہے یہ دوسرا ہے اور ان کے نام یہ ہیں سب بدعت ہیں جن کا دور رسالت اور دور صحابہ میں وجود تک نہ تھا کیا اسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

قرآن مجید کے تیس پارے بنانا ان پر زیر زبر پیش لگانا اس کی جلدیں تیار کرنا قرآن مجید کو بلاک بنا کر چھاپنا سب بدعت ہے جس کا دور رسالت اور دورِ صحابہ میں وجود تک نہ تھا کیا ایسے قرآن کا بائیکاٹ کرو گے۔ (نعوذ باللہ)

آج لاکھوں مسلمان حج کی سعادت حاصل کرنے خانہ کعبہ جاتے ہیں ان کا یہ سفر ریل گاڑیوں، لاریوں، موٹروں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہوتا ہے دور رسالت اور دور صحابہ میں یہ گاڑیاں ہرگز نہ تھیں ان گاڑیوں کے ذریعے حج کرنا بدعت ہے کیا ایسے حج کو ناجائز قرار دو گے؟ (نعوذ باللہ)

پیارے مسلمانو! آج ہم دورِ حاضرہ پہ نظر ڈالیں تو ہمیں بہت سی چیزیں ایسی نظر آئیں گی جن کا عہد رسالت اور دور صحابہ میں نشان تک نہیں تھا لیکن اب وہ چیزیں ہماری زندگی کے لئے لازمی ہوگئی ہیں۔ ہر مسلمان ان کے استعمال پر مجبور ہے۔ مثلاً ریل گاڑی، ہوائی جہاز، سمندری جہاز، موٹر سائیکل، ٹیکسی، رکشہ، تانگہ، گھوڑا گاڑی، لفافہ، ٹیلیفون، تار، ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ۔ ان سب کا استعمال بدعت ہے۔ ذرا سوچئے کیا ان سے چھٹکارا ممکن ہے؟

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو عہد رسالت اور دور صحابہ میں نہیں تھی بعد میں ایجاد ہوئی بدعت ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا اس زمانے میں تبلیغی جماعت تھی؟ کیا جمعیت علمائے اسلام تھی؟ کیا انجمن سپاہ صحابہ موجود تھی؟ کیا جماعت اسلامی، پاسبان، شباب ملی، اسلامی فرنٹ، نامی تنظیمیں موجود تھیں؟ کیا لشکر طیبہ، حرکتہ المجاہدین، حرکت الانصار، اہل حدیث یوتھ فورس، جیسے مسلح دستے موجود تھے۔

کیا یہ سب بدعت نہیں؟ جب یہ سب کچھ بدعت نہیں تو کیا میلاد شریف ہی

ایک ایسا عمل رہ گیا جو بدعت ہے؟

وہ حضرات جو ہر جائز کام کو بدعت کہتے ہیں ان کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے کہ علمائے دین نے بدعت کی جو تشریحات بیان کی ہیں ان کو پیش نظر رکھیں۔ علمائے دین نے ہمیں ہر طرح کے شکوک و شبہات اندیشہ و اضطراب سے بچانے کے لئے بدعت کی پانچ اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی نہیں۔ مثلاً پہلی بدعت " ایسا عمل جو ظاہراً جدید ہو اور اس عمل کے بغیر دین سمجھنے میں حرج واقعہ ہو۔ جیسے علوم صرف و نحو قرآن مجید پر اعراب (زیر، زبر، پیش) لگانا اصول تفسیر، اصول فقہ، مدارس وغیرہ کی تعمیر، اگرچہ یہ علوم عہد رسالت اور عہد صحابہ میں نہ تھے۔ لیکن قرآن و حدیث اور دین کو سمجھنے کے لئے اب واجب ہے۔ اسی طرح بہت سے گمراہ فرقے عہد رسالت میں نہیں تھے۔ لیکن آج بے شمار گمراہ فرقے نئے نئے عقائد و نظریات لے کر منظر عام پر آرہے ہیں۔ ان کی تردید کرنا اور ان کی سرکوبی کرنا علماء حق کے لئے بدعت واجبہ بلکہ فرض ہے۔

دوسری بدعت ایسا نیا عمل جو نہ تو شرعاً واجب ہو اور نہ ہی اس کی شریعت میں ممانعت ہو بلکہ اس عمل سے لوگوں کی بھلائی اور بہتری مقصود ہو، اور عام مسلمان اسے ثواب سمجھ کر کریں۔ مثلاً دینی کتب کی زیادہ سے زیادہ طباعت اور اشاعت کے لئے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال، لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینا تاکہ اذان کی آواز دور دور تک پہنچ سکے۔ مدارس اور دارلعلوموں کا قیام تاکہ علم دین حاصل ہو، میلاد شریف کے اجتماعات، بڑے بڑے تبلیغی اجتماعات، محافل ذکر اولیاء یا بزرگان دین کے عرس وغیرہ یہ سارے عمل مستحبات میں ہیں۔ جو عہد رسالت میں نہیں تھے۔ مگر آج ہیں۔ یہ بدعت مستحب ہے۔ یہ بدعت حصول ثواب کا ذریعہ ہے۔

تیسری بدعت ایسا نیا عمل جس کو کرنے سے نہ ثواب ملتا ہے اور نہ ہی گناہ مثلاً آٹا چھان کر استعمال کرنا یہ بدعت مباح ہے کیونکہ عہد رسالت میں آٹا بغیر چھانا استعمال

ہوتا تھا۔ اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان چھنے آٹے کی روٹی تناول فرماتے۔ لیکن اگر کوئی آٹا چھان کر روٹی پکاتا ہے تو یہ نیا عمل مباح ہے۔ گمراہی نہیں کہ اس عمل کے کرنے والے کو جہنمی قرار دیا جائے اسی طرح کئی اور معاملات ہیں۔ مثلاً مشروبات کا استعمال عالیشان عمارتیں، تعمیر کرنا، رکشہ، ٹیکسی، ہوائی جہاز، ریل گاڑی پر سفر کرنا، رنگ برنگی کپڑے پہننا وغیرہ وغیرہ، یہ سب عمل بدعت کہلائیں گے۔ مگر مباح جس سے نہ ثواب ملے گا نہ گنہ،

چوتھی بدعت وہ عمل جس میں اسراف ہو، جیسے مساجد کو بلا ضرورت عالیشان بنانا، یا کسی بھی جائز کام میں ضرورت سے زیادہ اہتمام کرنا۔ مکروہ بدعت کہلاتی ہے۔

پانچویں بدعت وہ نیا کام جس سے دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اس پر عمل کرنے سے فرائض و واجبات پر عمل کرنا ممکن نہ ہو جو قرآنی احکام اور سنت نبوی کے خلاف ہو، یہی وہ بدعت ہے جس پر عمل کرنے والا، جہنمی کہلاتا ہے۔ جو احکام شریعت کو توڑتا ہے۔ جو دین کو نقصان پہنچا کر نئے قانون اپناتا ہے۔ یہ بدعت حرام ہے۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ واضح ہوگیا کہ ہر بدعت خلاف شرع نہیں۔ بلکہ کچھ بدعات تو ایسی ہیں جن کو اپنانا اس زمانے کی ضرورت ہے جسے بدعت واجبہ کہا گیا ہے۔ کچھ بدعات مستحب ہیں۔ جس کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کیا جائے تو گنہ بھی نہیں کچھ بدعات مباح ہیں جس کو کرنے سے بندہ گنہگار ہوتا ہے۔ اور کچھ بدعات ایسی ہیں جو قطعاً حرام ہیں جس کو کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں حرام بدعت پر عمل کرنے والا اسلام کا باغی قانون شریعت کو توڑنے والا ہے ایسے بدعتی کی کوئی عبادت بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہوسکتی۔ جو قطعی جہنمی اور غضب الٰہی کا حقدار ہے۔

محفل میلاد کا عمل چونکہ مستحب عمل ہے۔ جسے کرنا باعث خیروبرکت ہے۔ جس میں نہ کسی سنت مبارکہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور نہ ہی کسی فعل حرام کا

ارتکاب، بلکہ محفل میلاد تو وہ بابرکت عمل ہے جو نعمت خداوندی پر اس کا شکر ہے۔

تاریخ اسلام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل سورج کی طرح روشن ہوجائے گی دور صحابہ سے لیکر آج تک مسلمانوں کی اکثریت میلاد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد اور اس کے فضائل و برکات پر دل کی گہرائیوں سے متفق نظر آتی ہے۔ اکثر صحابہ کرام محافل منعقد کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات و معجزات کا ذکر کرتے۔ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تھا کہ آپ ہر پیر کے دن اپنی ولادت کا دن منایا کرتے اور اس دن روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (دیکھئے ابن اثیر اسد الغابہ جلد اول صہ 22۔21)

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ یوم ولادت منا کر اللہ کا شکر ادا کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دور رسالت اور خلفائے راشدین کے زمانے میں عید میلاد النبی موجودہ زمانے کے مطابق کیوں نہیں منائی گئی؟ تو اس کی وضاحت ڈاکٹر علی الجندی نے اس طرح کی ہے۔

"چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ تواضع و انکساری اختیار فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے اس انداز میں عید میلاد النبی رواج نہیں دیا۔

خلفائے راشدین میں سے پہلے دو خلفائے کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا۔ جب کہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ و فساد کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کی کامل توجہ ان ہی امور کی طرف رہی اور جشن میلاد النبی کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوسکی۔ (دیکھئے نفح الازھار فی مولدا لمختار صفحہ 130 مطبوعہ مصر)

مذکورہ بالا قول ہے یہ ثابت ہوا کہ دور رسالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عہد صحابہ میں صحابہ کرام کا موجودہ دور کے مطابق میلاد نہ کرنا مصلحت کے تحت تھا مگر حقیقت میں وہ میلاد النبی کے قائل تھے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز وہ اپنے کاشانہ اقدس میں لوگوں کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ لوگ فرحت اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ اللہ رب العزت کی حمد بیان کر رہے تھے۔ کہ اس نے یہ نعمت کبریٰ عطاء کی اور آقا علیہ الصلوہ والسلام کی بارگاہ میں درود بھیج رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا۔ میری شفاعت تم لوگوں کے لئے حلال ہو گئی۔

(دیکھئے "الدر المنظم فی المولد النبی الاعظم" تنویر لابی الخطاب الاندلسی ذکرہ الزرقانی")

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درھم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

خلفائے راشدین کے مذکورہ بالا اقوال شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نعمت الکبریٰ صفحہ 8 - 7 میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

اور میلاد شریف کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔

(دیکھئے کتاب روح البیان صفحہ 56 جلد 9)

علامہ عبد الرحمن ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی مناتے ہیں تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ بن جائے گی۔ اور جو میلاد پر ایک درہم خرچ کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو قبول ہوگی۔

(دیکھئے کتاب مولد العروس صفحہ 9 مطبوعہ بیروت)

سیدنا حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر خرچ کردوں۔

(دیکھئے کتاب نعمتہ الکبریٰ از علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت جنید بغداری رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم وتکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔

(دیکھئے نعمتہ الکبریٰ صفحہ 8)

حضرت امام احمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے راتوں میں قسم قسم کے صدقے اور خیرات کرتے، خوشی کا اظہار کرتے، نیک کاموں میں حصہ لیتے اور آپ کا میلاد شریف پڑھنے کا خاص انتظام کرتے آرہے ہیں۔

(دیکھئے کتاب زرقانی علی المواہب جلد اول صہ 139 مطبوعہ بیروت)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے۔ اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لئے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنا قرآن مجید کا مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا O

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ، اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی رحمت ہیں۔

دیکھئے کتاب المولد الروی صفحہ 17 مطبوعہ مدینہ منورہ از ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم ارشاد فرماتے ہیں۔

میں ہر سال ایام مولود شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا ہوں۔ ایک سال قحط کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے۔ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئے چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چنوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں۔

(دیکھئے کتاب الدار الثمین صفحہ 8)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

میں مکہ مکرمہ میں میلاد مصطفےٰ کے دن مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے تھے۔ جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے یہ انوار ان ملائکہ

کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہدہ پر مقرر ہوتے ہیں۔

(دیکھئے کتاب فیوض الحرمین صفحہ 27)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی 12 ربیع الاول شریف کو لوگوں کو اکٹھا کرتے اور ولادت پاک کا ذکر کرتے اور مٹھائی تقسیم کی جاتی۔

(دیکھئے کتاب الدار المنظم صفحہ 89)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

یہاں میلاد کرنے والوں کے لئے سند دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی شب خوشی منائیں اور مال خرچ کریں۔ ابولہب جو کافر تھا۔ جب حضور کی ولادت کی خوشی اور کنیز آزاد کردینے کی اسے جزا دی گئی تو مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت و مسرت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے۔ اور میلاد شریف کرتا ہے۔

(دیکھئے مدراج النبوہ فارسی صفحہ 24 جلد دوئم)

وہابی مکتبہ فکر کے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے۔

(دیکھئے اقتضاء الصراط المستقیم)

وہابی مکتبہ فکر کے ایک اور امام شیخ عبد اللہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابو لہب کی آزاد کردہ تھی۔ ابولہب نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ موت کے بعد ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا اور اس سے پوچھا گیا تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا جہنم میں ہوں۔ مگر ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ اور اس نے اپنی انگلی کے سرے کی طرف اشارہ کرکے کہا میں اس کو چوستا ہوں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تھی اور آپ کو دودھ پلایا تھا۔ ابولہب

کافر جس کی مذمت میں قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر جزا دی گئی تو آپ کی امت کے اس مسلمان اور موحد کا کیا صلہ ہوگا جو آپ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔

(دیکھئے کتاب سیرہ الرسول صفحہ 13 مطبوعہ المطبعتہ العربیہ بحوالہ شرح مسلم شریف کتاب الصیام)

غیر مقلد وحابی مکتبہ فکر کے ایک اور امام و مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی فرماتے ہیں جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(دیکھئے کتاب الشمامتہ العنبریہ صفحہ 12)

دیوبند مکتبہ فکر کے پیشوا اور امام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(دیکھئے کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ 5 مطبوعہ دیوبند)

مسلمانو! مذکورہ بالا درخشاں دلائل و براہین کو جان لینے کے بعد یہ بات واضح ہوچکی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین کے مقدس زمانے سے لیکر آج تک مسلمانوں کی اکثریت میلاد شریف کے انعقاد پر متفق ہے۔ دور صحابہ سے لیکر دور حاضرہ تک محفل میلاد کا منعقد کرنا مسلمانوں کے رسم و رواج میں داخل ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ صحابی رسول حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے محفل میلاد منعقد کرکے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان فرمائے اس روشن حقیقت کے باوجود آج اگر کوئی یہ کہے کہ میلاد شریف کا کرنا دور صحابہ میں نہیں تھا۔ بلکہ صحابہ کرام کے بعد ہی کسی نے اس رسم کی ابتداء کی ہے۔ اول تو یہ کہنا ہی سراسر جھوٹ ہے اور اگر اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تو اس میں حرج بھی کیا ہے۔ حضور سرور

کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی آج بھی بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

جس نے اسلام میں سنت حسنہ یعنی اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کیا گیا تو اس شخص کو اتنا ہی اجر و ثواب ہے۔ جتنا کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کو ملے گا۔

(دیکھئے مسلم شریف جلد سوئم صفحہ 718 مشکوہ شریف جلد اول کتاب العلم)

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں تمام عالم اسلام نے اچھے اور پاکیزہ طریقوں پر عمل کیا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون سا اچھا طریقہ ہوسکتا ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار امتی فرحت و انبساط کا اظہار کرتے ہیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت اور عظمت کے ترانے الاپتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں۔ دعوتیں کرتے ہیں، غرباء فقراء میں خیرات تقسیم کرتے ہیں اور چراغا کرتے ہیں یہ خوشی کے انمول لمحات جہاں شمع رسالت کے پروانوں کے لئے سرمایہ سعادت ہے۔ وہاں دشمنوں اور بے ادبوں کے لئے پیغام غم بھی ہے۔ وہ جلتے ہیں، کڑھتے ہیں، نفرت اور بغض کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ محبت رسول میں گستاخ رسول کو جلانا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ جلنے والے آج سے نہیں جل رہے یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم دنیا میں تشریف لائے تو جلنے والوں کا سردار ابلیس لعین سب سے پہلے جل اٹھا۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ خصائص کبری میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ساری زمین نور سے چمک اٹھی، اور ابلیس (شیطان) بولا آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے اب ہمارا کام مشکل ہوگیا۔

حضور کی ولادت کے وقت ابلیس غمگین و پریشان آواز کے ساتھ رو دیا اور جب برے ارادے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا چاہا تو حضرت جبرائیل امین نے اس کو ایک ایسی ٹھوکر لگائی کہ وہ عدن میں جاگرا،

(دیکھئے کتاب خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ 510 سیر حبیبیہ جلد اول صفحہ 65)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر رونا، آہ و بکاہ کرنا ابلیس کا طریقہ ہے مومنوں کا نہیں۔

مدارج نبوۃ میں ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام پاک احمد ہے۔

غور فرمائیے بچوں کے نام ساتویں روز ماں باپ رکھتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے 570 سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ اس آنے والے نبی کا نام احمد ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ نام احمد ہوگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا انتخاب پہلے ہی ہوچکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا بھی میلاد ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حضرات انبیاء نے اپنی قوم کے مجمعوں میں فرمایا کہ وہ تشریف لائیں گے جب کہ آج علماء حق اپنے مجمعوں میں یہ کہتے ہیں کہ وہ تشریف لے آئے فرق ماضی اور مستقبل کا ہے۔ مقصد ایک ہی ہے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا سنت انبیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالے سے دعا کی۔

اللھمہ ربنا انزل علینا مائدہ من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا و اخرنا

(پ 7 ع 5)

ترجمہ : اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی۔

غور فرمائیے

دستر خوان آنے کے دن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عید کا دن قرار دیا۔ آج بھی عیسائی اتوار کو اسی لئے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا، حضور کی تشریف آوری اس دسترخوان سے کہیں بڑھ کر عظیم تر ہے۔ لہذا ان کی ولادت کا دن یوم العید کیوں نہ ہوگا۔

آج کسی کے فرزند پیدا ہو تو ہر سال اس کی تاریخ پیدائش پر سالگرہ کا جشن منایا جاتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اس کی خوشی میں جشن منایا جائے اور یہ سب کچھ جائز کہلائے مگر تعجب ہے کہ جس تاریخ کو دنیا کو عظیم ترین نعمت حاصل ہو، اور دنیا کا نجات دہندہ کا یوم پیدائش ہو اس دن پر خوشی منانا بدعت و حرام کہلائے۔

اللہ تعالی اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بنیں، اور سمندر سیاہی اور اس سمندر کے فنا ہونے پر سات اور سمندر لائے جائیں جب بھی اللہ کے کلمات تمام نہ ہوں گے۔

(سورہ لقمان 3 رکوع 3)

قرآن مجید کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ روئے زمین کے تمام درختوں کو قلم بنایا جائے اور تمام سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں اور ان قلموں سے تمام جن و انس، حور و ملک اللہ تعالی کے اوصاف و کمالات، شان و عظمت، تعریف توقیر لکھنے بیٹھیں تو سات سمندر خشک ہوجائیں گے مگر فضائل و کمالات کا سمندر اسی طرح موجزن رہے گا۔ سارے قلم گھس جائیں گے مگر اللہ تعالی کے مراتب و خصائص کبھی ختم نہ ہوں گے۔

قرآن مجید میں ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہوں تو شمار نہیں کرسکتے۔

(پ 14 سورہ نحل 16 رکوع 2)

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لامحدود اور لا متناہی ہیں جس کو شمار کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

اور آپ پر اپنی نعمتیں تمام کردیں

(سورہ فتح 48 رکوع 1 پ 26)

مذکورہ بالا تینوں آیات کا جائزہ لینے سے یہ بات بالکل دن کے اجالے کی طرح روشن ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام کمالات اور تمام لا محدود نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرما دیں۔ جس سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات لامحدود ہیں۔ اگر تمام جن و انس درختوں کے قلم اور سمند کی سیاہی سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات لکھتے رہیں تو قلم گھس جائیں دریا خشک ہوجائیں۔ مگر اوصاف و کمالات، احاطہ تحریر میں نہ آئیں گے ۔ اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کو بیان کر بھی کیسے سکتا ہے کہ جن کا خود مدح خوان اللہ جل مجدہ ہو جن کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہو۔

پس جو جو کمالات کسی کو مل سکتے ہیں یا جو جو فضائل و مراتب اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کرسکتا ہے وہ سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل کردیئے حضور کے بعد کسی اور نبی کے آنے کا اگر امکان ہوتا یا حضور سے کوئی زیادہ پیارا ہوتا تو کچھ نعمتیں اس کے لئے رکھ دی جاتیں۔ جب آپ کے آنے کے بعد کوئی دوسرا نبی ہی نہیں اور نہ ہی آپ سے زیادہ کوئی پیارا ہے تو سب رحمتیں سب نعمتیں سب برکتیں حضور پر ختم کردیں۔

غور فرمائیے جس نبی کے فضائل و کمالات اور مراتب و اوصاف اس قدر عظیم تر اور لامحدود ہوں

ایسی شان و عظمت والے رسول کو چھوڑ کر آج امت مسلمہ نہ جانے کس رخ پر چلی جارہی ہے۔ وہ پیارے رسول کہ جن کی تشریف آوری سے ہمیں دین ملا، ایمان ملا، قرآن ملا، اور معرفت الٰہی کا راستہ ملا اس عظیم رہبری و رہنما سے رشتہ توڑ کر آج ہم یہود و نصاریٰ کے طور طریقوں پر چلے جارہے ہیں۔ امت مرحومہ جو پہلے ہی انتشار و افتراق کا شکار ہے۔ جسے غیر اسلامی طاقتیں حرف غلط کی طرح مٹا دینا چاہتی ہیں۔ اس پُرفتن ماحول میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دنیا بھر کے تمام مسلمان جشنِ ولادت رسول کے موقعہ پر اپنی ایمانی غیرت کا بھرپور مظاہرہ کرتے۔ بڑے بڑے جلوس اور عظیم الشان اجتماعات کر کے دنیا بھر کے کفار و مشرکین پر اپنی یکجہتی کا سکہ بٹھا دیتے تاکہ ان کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوجاتا مگر افسوس اس کے برعکس اگر کوئی حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مناتا ہے آپ کی ذکر سے اپنے دل کے اندھیرے کو روشن کرتا ہے۔ اپنے محبوب نبی کی پاکیزہ یادوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ تو نہ جانے لوگ کیوں خفا ہوجاتے ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا میں وہی انسان سرخرو ہے جو اپنے آپ کو شمع جمال محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پروانہ بنائے اس روئے تاباں کی عشق کی آگ سے اپنے خرمن ہستی کو جلا ڈالے جب تک کسی کے دل میں عشق رسول کی شمع روشن نہ ہوگی درحقیقت وہ کامل مسلمان نہیں اور جب تک کوئی انسان محبت رسول سے گھائل ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپتا نہ ہوگا وہ ہرگز مومن نہ ہوگا۔

بدنصیبی سے آج ہم اپنی آخرت سے قطعی لاتعلق ہوتے جارہے ہیں گویا ہمیں کبھی اس دنیائے فانی سے جانا ہی نہیں، شب و روز مال و زر کے حصول کے لئے کوشاں ہیں، صبح ہے تو دنیا کی فکر، شام ہے تو دنیا کا خیال، دوپہر ہے تو اسی کا تصور، رات ہے تو اسی کی دھن، اس چند روزہ زندگی پر ذرا غور تو کیجئے کہ ہمارے بچپن کے وہ ساتھی جو کبھی ہمارے ساتھ کھیلا کرتے تھے کیا وہ سب کے سب موجود ہیں۔ ہماری جوانی کے وہ دوست واحباب جن سے مجلسوں میں رونقیں ہوا کرتی تھیں۔ کیا وہ سب کے سب اس وقت عالم دنیا میں ہیں۔ ہمارے وہ عزیز واقارب جو کبھی آنکھوں کی ٹھنڈک

اور دلوں کا چین ہوا کرتے تھے۔ اس وقت موجود ہیں۔ ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے گا۔ ان میں کتنوں نے تو بچپن ہی میں ساتھ چھوڑ دیا اور قبروں کے گڑھے میں ہمیشہ کے لئے دفن کردیے گئے، کتنے احباب جوانی تک ساتھ دے سکے آخر کار وہ بھی چل بسے اور کچھ ایسے ہیں جو بڑھاپے میں ساتھ چھوڑتے جا رہے ہیں۔ بالکل انہی لوگوں کی طرح ہمیں بھی ایک نہ ایک دن دنیا کی عیش و عشرت کو چھوڑ کر دنیا کو الوداع کہنا ہوگا۔ اور بے بس ولاچار ساتھ میں گناہوں کا انبار، چار کاندھوں پر سوار، قبر کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے گہری نیند سونا ہوگا۔ آج دوست و احباب ملنے جلنے والے سب چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد سوائے تنہائی اور قبر کی خوفناک رات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور اس سے بھی زیادہ جو افسوس ناک بات، وہ یہ ہے کہ صرف معاملہ قبر کی اندھیری رات پر ہی ختم نہیں ہوگا۔ بلکہ بروز قیامت دوبارہ زندہ ہونا ہوگا۔ اور ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہوگا۔ گناہوں کے دفتر کھلے ہوں گے۔ مظلوم ظالموں سے حقوق طلب کر رہے ہوں گے۔ آج تو ماں باپ بہن بھائی، اور عزیز اقرباء مصیبت و تکلیف میں کام آجاتے ہیں۔ مگر اس روز سب بیگانے ہوں گے۔ اس مصیبت کے دن اگر کوئی ذات ہماری مدد کرے گی بھی تو صرف سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوگی۔ جو گنہ گار امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"میں اپنی امت کی شفاعت کراؤں گا یہاں تک کہ میرا پروردگار کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو راضی ہوا تو میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار میں راضی ہوں"۔

(دیکھئے تفسیر درمنثور صفحہ 361) جلد 6، تفسیر قرطبی صفحہ 94 جلد 20، تفسیر روح البیان صفحہ 455 ج 30)

مسلمانو! عید میلاد النبی کے منانے سے متعلق آپ کی خدمت میں جو حقائق

پیش کئے ہیں ان حقائق کی روشنی میں اب کسی مسلمان کو شک وشبہ اور اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کسی جگہ محفل میلاد میں کوئی غیر شرعی کام ہوتا ہے تو اس کی بناء پر میلاد کی تمام محافل کو بدعت ناجائز اور حرام قرار دینا ہرگز جائز نہیں۔

دیکھئے عید الفطر اور عید الضحیٰ جو مسلمانوں کی اجتماعی عبادات اور خوشی کے ایام ہیں مگر بد نصیبی سے ان ایام کو آج میلوں کی شکل دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے پارکوں اور دیگر تفریح گاہوں میں مرد اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ عورتیں انتہائی بھڑکتے ہوئے لباس میں سرخی پاؤڈر سے بن سنور کر ساحل سمندر، پارکوں اور عام تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی نظر آئیں گی۔ اوباش اور آوارہ لڑکے فحش حرکات کرتے ہیں۔ بلند آواز سے بے ہودہ گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے۔ ہر شہر ہر گاؤں ہر محلہ اور ہر گلی میں ایک میلے کا سا سماں ہوتا ہے۔

اسلام کے احکام کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی جاتی ہیں یوں لگتا ہے کہ عید کیا آئی گویا ہر طرف بے حیائی کا بازار گرم ہوگیا۔ ان تمام ناجائز اور غیر اسلامی حرکات کے باوجود آج تک کسی مولوی نے یہ نہیں کہا کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز بند کردی جائیں یا عید کے دن خوشیاں نہ منائی جائیں لوگ نہا دھوکر اور نئے کپڑے پہن کر عید گاہوں میں ہرگز نہ جائیں۔ کیونکہ عید کا دن منانے سے بے شمار حرام کاموں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ عید کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے اگر کسی سنت کو اپنانے سے بے شمار برائیوں کے دروازے کھلنے لگ جائیں تو اس سنت کو ترک کردینا چاہیئے۔

اسی طرح 14 اگست اور 23 مارچ قومی تہوار ہیں۔ ان قومی تہواروں میں یہی خرافات ہوتی ہیں ہر طرف بے حیائی کا بازار گرم نظر آتا ہے مگر آج تک کسی مولوی نے یہ نہیں کہا کہ ان قومی تہواروں کو منانا بند کرو۔ آج کل شادی بیاہ کے موقعہ پر اور نکاح کی تقریب میں بالعموم گانے باجے، بے پردہ عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ جس سے شرعی احکام کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ مگر آج تک کسی مولوی نے

نکاح کو ممنوع یا بدعت ناجائز و حرام قرار نہیں دیا۔ جب ان سب پر فتوی نہیں تو صرف میلاد شریف پر ہی فتوی کیوں؟

اگر بعض جگہ محافل میلاد میں کوئی خرابی ہوتی ہے یا کوئی غیر شرعی عمل ہوتا ہے تو ان غیر شرعی اعمال کی بناء پر محافل میلاد کو حرام اور ناجائز نہیں کہا جاسکتا ہے۔

ایک مسلمان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روحانی اور قلبی تعلق ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا آپ کی عقیدت اور محبت ہر مومن کے لئے دین و دنیا کا سرمایہ ہے یہی ایک ایسا روحانی تعلق ہے جسے قائم رکھ کر ہر مسلمان دونوں جہاں میں سرخرو ہوسکتا ہے۔ اور یہ تعلق اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ جب ہم دینی عقیدت و محبت کو عملی اتباع کی صورت میں ظاہر کریں نماز روزے اور دیگر فرائض واجبات کو اپنائیں اتباع رسول کے بغیر ہم ان انعامات کے مستحق ہرگز نہیں ہوسکتے جن سے اللہ تعالی نے صحابہ کرام اور دیگر مسلمانوں کو نوازا تھا۔ اس پر آشوب دور میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم میلاد منانا اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا یقیناً ہر مومن مسلمان کی ضرورت ہے کیونکہ آپ ہی کی ذات بابرکات تمام امت کے لئے مشعل راہ اور راہ نجات کا سبب ہے۔

اے مسلمانوں اگر آپ در رسول کی گدائی سے فیض پانا چاہتے ہو تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں عقل و فراست کے گھوڑے ہرگز مت دوڑاؤ ورنہ خود فریبی کا شکار ہو کر خالی ہاتھ دنیا سے لوٹ جاؤگے۔ اگر آپ ایمان و مغرفت کی راہوں کو اختیار کروگے تو دامن دل کو نور ایمان سے مالا مال کر کے لوٹو گے۔ آپ کی ذات گرامی مومنوں کے لئے نعمت عظمی ہے جس کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ایک ادنی امتی ہونے کی حیثیت سے آپ کی ولادت باسعادت پر خوشی منائیں۔ جس طرح صحابہ کرام آئمہ کرام اور مقتدر علمائے دین نے محافل میلاد کو انعقاد کیا اور اس عید کو انتہائی جوش و خروش سے منایا تو ہم بھی ان کی پیروی کرتے

ہوئے محفل میلاد کا انعقاد کریں نظم و ضبط کے ساتھ جلسے اور جلوس کا اہتمام کریں۔

چراغاں کریں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ماہ ربیع الاول کی تعظیم کرنے یوم میلاد منانے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس مضمون کے لکھنے میں مجھ ناچیز سے اگر کوئی لفظی یا معنوی غلطی ہوگئی ہو تو اللہ تبارک وتعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے صدقے میں میری ان خطاؤں کو درگزر فرمائے میری اس کتاب کو پوری امت کے لئے اتحاد اتفاق اخوت و بھائی چارگی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثمہ آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حق کے متلاشیوں کے لئے ایک ناقابل فراموش

اور

چونکا دینے والا سنسنی خیز انکشاف

وفادار غلام

کا ضرور مطالعہ کیجئے

تحریر و تصنیف

محمد نجم مصطفائی

☆ ہم سب کا اللہ (جل مجدہ) ایک۔

☆ ہم سب کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک۔

☆ ہم سب کا کلمہ ایک۔

☆ ہم سب کا قرآن ایک

☆ ہم سب کا دین (اسلام) ایک۔

پھر اختلاف کیوں؟ گروہ بندی کیوں؟

مسلمانوں میں نفرت کا بیج کس نے بویا؟ مسلمان فرقوں میں کیوں بٹے؟

امت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شیرازہ کس نے بکھیرا؟

ان تلخ اور تاریخ ساز حقائق کو جاننے کے لئے محمد نجم مصطفائی کی خون کے آنسو رلا دینے والی تصنیف

منزل کی تلاش

کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

کتاب منگوانے کا پتہ
انجمن غوثیہ رضویہ
کرم پارک مصری شاہ لاہور
پوسٹ کوڈ 54900

کراچی میں ملنے کا پتہ

صفّہ پبلیکیشنز

1۔ گزار حبیب بک ہاؤس دکان نمبر 1 ۔ گزار حبیب مسجد نزد ہولی فیملی اسپتال سولجر بازار کراچی فون نمبر 7216532 - 7230184

2۔ جامع مسجد گلفشاں ۔ گلفشاں لائبریری عقب میڈیکون اسپتال فیڈرل بی ایریا بلاک 4 کریم آباد کراچی ۔ فون نمبر 679675

گزار حبیب بک ہاؤس کی جانب سے

1۔ علمائے دین کی تقاریر کی کیسٹیں

2۔ مشہور و معروف حمد و نعت اور تلاوتِ قرآن پاک کی کیسٹیں

3۔ اسلامی کتابیں (اردو ، انگلش) دستیاب ہیں۔

ان ضمیر فروش انسانوں کی تاریخ ساز داستان جنھوں نے اپنے نفس کی پیروی کر کے احکامات خدا وندی کی کھلی مخالفت کی۔ ایسی ایمان افروز داستان جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

"ضمیر کے پجاری"

ضرور مطالعہ کیجئے

تحریر **محمد نجم مصطفائی**

ناشر! حرا پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ 21 ۔ 17 ایمبرسلے روڈ بالسل (ہیلتھ) برمنگھم

B - 12, 8UT ۔ انگلینڈ (U - K)

021 - 440 - 4096

نوٹ:۔ پاکستان میں اس کتاب کے جملہ حقوق صفّہ پبلیکیشنز کو حاصل ہیں۔

ایک نوجوان کی ایمان افروز

داستان

جسے پڑھ کر آپ کے دل جھوم اٹھیں گے

محمد نجم مصطفائی صاحب کی روح پرور تحریر

بغداد کا مسافر

مصنف: محمد نجم مصطفائی

کا ضرور مطالعہ فرمائیں

ناشر: صفہ پبلیکیشنز
مسٹر علی خان، 4- اسٹینلے گرین ایسٹ
لینگلے سلو، SL-3 7RF برک (یونائیٹڈ کنگڈم) (U.K.)
01 - 753 - 549618.